

موتیوں کی ہے، کیونکہ جہاں جہاں برستے جلتے ہیں، زمین کا دامن دولت کے موتیوں سے بھرتے جاتے ہیں۔ پھر سعی و کوشش اور تنگ و دو کے پیش نظر انھیں قطروں کو پاؤں کے چھالوں سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی اگرچہ زمین تر کرنے کی کوشش میں بادل کو تنگ و دو کرنی پڑتی ہے، جس سے اس کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہیں تاہم باری تعالیٰ کی رحمت کا فیض بدستور بہر حال ہر خطے کے لیے جاری ہے۔

۲۔ **شرح :** دشت و بیابان کا پورا صفحہ یکسر اس کاغذ کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے، جسے آگ لگ گئی ہو۔ کاغذ آتش زدہ کی کیفیت تفصیل کے ساتھ پہلے پیش کی جا چکی ہے اور آگ لگنے سے جو منظر پیدا ہوتا ہے، وہ بھی بیان کیا جا چکا ہے۔ اسے پیش نظر رکھیے اور غور فرمائیے کہ پاؤں کے نقش میں اب تک تیز رفتاری کی حرارت باقی ہے۔

مطلب کہ انتہائی تیز رفتاری سے میں بیابان میں پھر نکلا۔ تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ جہاں جہاں پاؤں کے نقش پڑے، ان میں اب تک اتنی حرارت باقی ہے کہ ان سے چنگاریاں ابھر رہی ہیں۔ گویا پورا بیابان آتش زدہ کاغذ کی طرح شعلہ زار بن گیا ہے۔ قلم، کاغذ اور صفحہ کی مناسبت محتاج تشریح نہیں۔ اسی طرح گرمی رفتار میں حرارت نقش پا کے اندر محفوظ ہونے کے باعث پورے دشت کو کاغذ آتش زدہ سے تشبیہ دینا انتہائی کمال ہے اور ایسی تشبیہات بڑے بڑے شعراء کے دیوانوں میں بھی نہیں ملتی۔

○

کیوں کر اس مُبت سے رکھوں جان عزیز کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز؟

دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے بے ترے تیر کا پیرکان، عزیز

تاب لائے ہی بنے گی غالب ! واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

۱۔ **شرح :** خواجہ حاکمی فرماتے ہیں :

”اس کے ظاہری معنی تو یہ ہیں کہ اگر اس سے جان عزیز رکھوں گا تو